رسالہ عجالہ

مسماۃ

سر الشہادتین

فی بیان ذبح الشاتین

والملقب

بہدایت الروایت والدرایہ

فی تفسیر واضرب لہم مثلاً اصحاب القریہ

از تصانیف سید محمد احسن فاضل امروہی صانہم اللہ عن الشر الجلی والخفی

بحولہ و قوتہ

بعد یوم عید سنہ ۱۳۲۱ھ نوشتہ شد

انوار الاسلام پریس قادیان دارالامان میں باہتمام منشی
محمد افضل طبع ہوکر شائع ہوا

فہرست مضامین

تفسیر واضرب لہم مثلا اصحاب القریۃ بیں من الروایۃ والدرایۃ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ
وَاضْرِبْ لَهُمْ مَثَلًا اَصْحَابَ الْقَرْيَةِ
اِذْ جَاءَهَا الْمُرْسَلُوْنَ اِذْ اَرْسَلْنَا
اِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ فَكَذَّبُوْهُمَا فَعَزَّزْنَا
بِثَالِثٍ فَقَالُوْا اِنَّا اِلَيْكُمْ مُرْسَلُوْنَ
قَالُوْا مَا اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَمَا اَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ
مِنْ شَيْءٍ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَكْذِبُوْنَ۔ قَالُوْا
رَبُّنَا يَعْلَمُ اِنَّا اِلَيْكُمْ لَمُرْسَلُوْنَ وَمَا عَلَيْنَا
اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ + آخر رکوع تک جو مع ترجمہ

اس تفسیر میں آجاویگا۔ یہ دوسرا رکوع سورہ یٰس کا آخر پارہ

۲۲ و ۲۳ کے آغاز میں واقع ہوا ہے۔

سورہ یٰسٓ کا تعلق حضرت مسیح موعودؑ سے

واضح ہو کہ سورہ یٰسٓ کے فضائل احادیث میں بہت کثرت سے وارد ہوئے ہیں چنانچہ ایک حدیث میں آیا ہے۔ عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لکل شیءٍ قلبا وقلب القران یٰسٓ ومن قرأ یٰسٓ کتب اللہ له بقرأتها قراءة القرآن عشر مرات رواہ الترمذی والدارمی وقال الترمذی ھذا حدیث غریب
ترجمہ۔ ہر ایک شے کے لیے ایک قلب یعنی لب اور خلاصہ ہوا کرتا ہے اور لب قرآن مجید کا سورہ یٰسٓ ہے جو قاری سورہ یٰسٓ کو ایکبار بھی پڑھیگا اُس کو دس بار قرآن مجید پڑھنے کا ثواب دیا جاویگا روایت کیا اس کو ترمذی اور دارمی نے۔

فائدہ ۔ اس فضیلت قلب القرآن اور فضیلت ثواب دس قرآنکی یٰسٓ کے لئے یہ وجہ معلوم ہوتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت

کلی کو اس مین بڑے بڑے دلائل سے ثابت کیا گیا ہے اور زمانہ آخری
مین جو مسیح موعود کی رسالت جزئی واقع ہوگی اسکو بھی بطرز عجیب و اسلوب
غریب بیان فرمایا گیا ہے پس اس لئے یہ سورۃ لب قرآن مجید قرار
پائی کہ مثل کل قرآن مجید کے رسالت کلی زمانہ اول اور رسالت جزئی
زمانہ آخری کے اثبات اور واقعات کو مشتمل ہے۔ جو بھی تمام قرآن مجید کا
لب لباب ہے چنانچہ ہم مختصراً یہان پر چند خصوصیات مختصہ مسیح موعود کو جو اس
سورہ مین مندرج ہین بیان کرتے ہین۔ جس سے ثابت ہوگا کہ اس
خاتم الخلفاء محمدیہ کے بعثت کے واقعات اس مین ایسے حسن اسلوب
سے بیان کئے گئے ہین جیساکہ کہا گیا ہے ؎

خوشتر آن باشد کہ سر دلبران
گفتہ اید در حدیث دیگران

خصوصیت اول مسیح موعود کو چند الہامات ایسے ہوئے ہین جو اس سورۃ کی آیات مین بلفظہٖ پائے جاتے ہین +

(الہام اول) انما امرہ اذا اراد شیئاً ان یقول لہ کن فیکون +

(الہام دوم) لتنذر قوماً ما انذر اباءھم فھم غافلون +

(الہام سوم) سلام قولاً من رب رحیم ؛

(الہام چہارم) وامتازوا الیوم ایھا المجرمون ؛

سوائے ان کے اور بھی الہامات ہین جن کا مضمون اس سورہ مین مندرج ہے اور یہ الہامات مدت سے شائع ہو چکے ہین دیکھو براہین وغیرہ کو ؛

خصوصیت دوم مسیح موعود کے لئے جو علامات ارضی وسماوی احادیث واخبار مین آئے ہین ان کا بیان باشارات لطیفہ اس سورہ مین موجود ہے ۔ مثلاً ایک ریل ہے جو مسیح موعود کے وقت احادیث صحیح سے اس کا نشان تصدیق ہونا پایا جاتا ہے اس کی طرف اس سورہ مین عجیب وغریب طرز سے اشارہ لطیفہ موجود ہے۔ کما قال اللہ تعالےٰ وَاٰیَۃٌ لَّھُمْ اَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّیَّتَھُمْ فِی الْفُلْکِ الْمَشْحُوْنِ وَ خَلَقْنَا لَھُمْ مِّنْ مِّثْلِہٖ مَا یَرْکَبُوْنَ ؛ یعنی اور نشانی ہے واسطے ان کے یہ کہ سوار کیا ہم نے ان کی اولاد کو کشتی مین جو بھری ہوئی ہوتی ہے اور از روئے علم ازلی اپنے کے پیدا کی ہم نے ان کے واسطے مثل اس کشتی کے وہ سواری جسپر وہ سوار ہوا کرین گے ؛

فائدہ ۔ ظاہر ہے کہ مثل کشتی کے کوئی اور سواری نہین ہے بجز ریل

کے جو مسیح موعود کے علامات مین سے ہے دیکھو مسک العارف وغیرہ کو +

خصوصیت سوم اس سورہ مین اجتماع کسوف وخسوف کے کے لئے جو رمضان ۱۳۱۱ھ ہجری مین واقع ہوا اور علامات مہدی آخر الزمان سے ہے استدلال موجود ہے اور مخالفین کے خیالات باطلہ کا رد جو اس کسوف وخسوف کی نسبت رکھتے ہین بیان فرمایا گیا ہے کما قال اللہ تعالے والشمس تجری لمستقر لہا ذالک تقدیر العزیز العلیم والقمر قدرناہ منازل حتی عاد کالعرجون القدیم لا الشمس ینبغی لہا ان تدرک القمر ولا اللیل سابق النہار وکل فی فلک یسبحون - یعنی اور سورج چلتا ہے ان بروج مین جو اسکے لئے مقرر ہین یا اسکی قیامت تک جو اس کی ٹھہر جانیکا وقت ہے - یہ چال اس کی اپنے بروج معینہ مین مقدر کی ہوئی خداوند غالب اور جاننے والے کی ہے اور چاند کی منازل بھی ہم نے مقرر کردی ہین یہانتک کہ وہ ہوجاتا ہے مانند شاخ کھجور سوکھی ہوئی کے - نہ تو سورج کے لئے یہ ہوسکتا ہے کہ چاند کو پکڑ لیوے اور نہ رات دن سے آگے بڑھ سکتی ہے اور کل اپنے اپنے فلک مین تیر رہے ہین +

فائدہ - اجتماع کسوف وخسوف کا اندر ماہ رمضان کے جو خاص علامات مختصہ مہدی موعود سے دارقطنی وغیرہ کی حدیث مین موجود ہے اس کی نسبت مخالفین نادان یہ خیال رکھتے ہین کہ چاند گرہن پہلی تاریخ مین واقع ہوگا اور سورج گرہن نصف ماہ قمری مین ہوویگا اگرچہ یہ خیال ان کا مضحکہ طفلان مکتب کا ہے معہذا اس آیت سورہ یٰسین نے اس خیال فاسد کا تار و پود ادھیر دیا ہے کیونکہ جریان شمس کے لیے جو بروج اللہ تعالےٰ نے بطور مجری اور ممر اس کے کے مقرر اور مقدر فرما دیے ہین اور علی ہذا القیاس منازل قمر جو مقدرات الٰہیہ مین سے ہین جس کے سبب کسوف وخسوف اپنے اوقات خاصہ اور تواریخ معینہ مین واقع ہوتا ہے یعنی خسوف قمر کا ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ ماہ قمری مین اور کسوف شمس کا ۲۷ و ۲۸ و ۲۹ ماہ قمریہ مین - پس آگے پیچھے ہونا کسوف وخسوف کا ان تواریخ معینہ سے کیونکر ہو سکتا ہے جبکہ یہ فرمان محکم نافذ فرمایا گیا ہے کہ لا الشمس ینبغی لہا ان تدرک القمر ولا اللیل سابق النہار اور اگر ایسی تقدیم اور تاخیر انکی چال اور رفتار مین واقع ہو تو قیامت آجاوے - اور پھر کسوف وخسوف اس کا نام کیونکر رکھا جاوے

دیکھو تفصیل اس کی مسک العارف وغیرہ مین ٭

خصوصیت چہارم اس سورۃ مین مخالفین کا وہ خیال رد کیا گیا ہے جو حضرت عیسیٰ کی نسبت یہ عقیدہ رکھتے ہین کہ ان مین کسیطرح کا تغیر نہ جوانی سے طرف بڑھاپے کو اب تک آیا اور نہ اور کوئی تغیر ان مین واقع ہوا۔ حالانکہ اللہ تعالے نے اس خیال فاسد کا رد فرمایا ہے کما قال اللہ تعالے ومن نعمرہ ننکسہ فی الخلق افلا یعقلون۔ یعنی جس کسیکو ہم عمر دراز دیتے ہین اس کو نگون سار کر دیتے ہین بیچ پیدائش کے۔ اس آیت نے تمام تار و پود و ہزار برس حضرۃ عیسیٰ کی درازی عمر کا اودھیڑ دیا۔ کیونکہ اگر حضرت عیسیٰ کی عمر اس قدر دراز ہوتی جو مخالفین کے زعم فاسد مین ہے تو تمام اعضاء و قوائے باطنی و ظاہری اُن کے منکوس الخلقت ہو جاتے اور پھر وہ نازل ہو کر کیا کر سکتے تھے ٭

خصوصیت پنجم حضرت مسیح موعود کے تصدیق دعویٰ کے لئے ہزار ہا نشان ظاہر ہو چکے ہین لیکن مخالفین پر ان نشانون کے ظہور سے آج تک کوئی اثر نہین ہوا اور ہر ایک

نشان سے ہمیشہ اعراض ہی کیا اور اب تک اعراض ہی کر رہے ہین اور ایسے
ہی اعراض کا ذکر اس سورہ مین بعینہٖ مذکور ہے کما قال اللہ تعالیٰ وما یاتیھم
من اٰیۃ من اٰیات ربھم الا کانوا عنھا معرضین۔ یعنی کوئی
نشان اُن کے پاس نہین آتا ہے مگر کہ وہ اس نشان سے اعراض ہی کرتے ہین

خصوصیت ششم اس سورۃ مین اصحاب القریہ کا قِصّہ جو حضرت
عیسٰی کی بعثت کے وقت مین واقع ہوا مذکور فرمایا
ہے کما فی التفاسیر ویسا ہی قِصّہ بعینہا اس مسیح موعود کے وقت بعثت مین
واقع ہوا اور اس قِصّہ کے وقوع کی خبر اس الہام مین دی گئی جو
براہین احمدیہ مین مدت ۲۳ سال سے شائع ہو چکا ہے

سر الشہادتین فی بیان ذبح الشاتین

تفسیر بنظیر آیات محکمات واضرب لھم مثلاً اصحاب القریۃ سے الیٰ
آخر الرکوع

جوکہ دراصل حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہید مرحوم کی رسالت اور شہادت کا واقعہ ہے

واضح ہو کہ الہام شاتان تذبحان مندرجہ براہین احمدیہ صفحہ ۵۱۰ و ۵۱۱ جو ابتدائے اس صدی چہاردہم سے شائع وذائع ہوکر عالمگیر ہوگیا تھا اور اب سنہ ۱۹۰۳ء میں پورا بھی ہوگیا۔ جیساکہ ناظرین رسالہ تذکرۃ الشہادتین پر واضح ولائح ہے۔ اگرچہ یہ الہام فی نفسہ وفی ذاتہ بھی ایک عظیم الشان الہام تہا جو ناظرین تذکرۃ الشہادتین کو بخوبی معلوم ہوا ہوگا مگر علاوہ اس عظمت ذاتیہ اُس کے کے اللہ تعالےٰ کو اس پیشگوئی ہائلہ کے پورا کرنے میں یہ بھی منظور تھا کہ مسیح محمدی کی مماثلت مسیح موسوی کے ساتھہ باکمل وجہ ثابت اور متحقق ہوجاوے اور پھر اس کے پورا ہونے کے بعد ادنےٰ درجہ کے عقل والے کو بھی اُس امام الزمان کے دعوے مسیح موعود میں بشرط انصاف کوئی شک اور شبہ باقی نہ رہے۔ کیونکہ اسی قسم کا واقعہ ہائلہ حسب تصریح قرآن مجید

کے مسیح موسوی کے وقت مین بھی واقع ہوا تھا لہذا علم الہی مین واسطے
تکمیل مماثلت بین المسیحین کے ویسیہی حادثہ کا وقوع مسیح محمدی کے
وقت بعثت مین بھی مقرر ہوچکا تھا اس لئے پیشتر اس کے وقوع کے
اس واقعہ ہائلہ کی خبر مجملاً منجانب اللہ اس امام الزمان کو دیگئی اور پھر
بذریعہ براہین احمدیہ کے تمام دنیا مین اس پیشگوئی کو شائع کیا گیا
اور واقع مسیح موسوی کو اللہ تعالے نے خود اپنے کلام مجید مین بذریعہ
سورہ یٰسٓ کے تمام عالم مین ۱۳۰۰ سال پہلے شائع فرما رکھا تھا
تاکہ جس وقت یہ واقعہ ہائلہ مسیح محمدی کے وقت مین واقع ہو تو اہل
نظر و فکر دونون واقعات مین تطبیق دیکر تصدیق دعوی مسیح موعود
کے لئے مخالفین پر اتمام حجت کرین۔ اب مین سورہ یٰسٓ سے واقعہ
ہائلہ مسیح موسوی کو لکھتا ہون اور آیات کی تفسیر مین واقعتین کی
تطبیق بھی انشاء اللہ تعالے بحولہ و قوتہ بیان کرون گا +

خصوصیت ہفتم

فرمایا اللہ تعالے نے سورہ یٰسٓ مین واضرب
لہم مثلا اصحاب القریۃ اذ جاءہا المرسلون
یعنی اے حبیب میرے بیان کرو بطور مثل کے گانون کے رہنے والون

کا حال جبکہ ان کے پاس رسول آئے ؛

فائدہ - واضح ہو کہ مثل کے معنے مانند کے ہین اور نیز ایسا قصہ کہ مشہور ہو جس کے مانند اور قصص بھی واقع ہون یا اس سے مراد ایسا قصہ ہوا کرتا ہے کہ واسطے ایضاح کسی مطلب کے بیان کیا جاوے لفظ مثل کا اللہ تعالے نے اس جگہ پر اسواسطے اختیار فرمایا ہے کہ اس کی مانند ایک قصہ آنحضرۃ صلعم کی امت مین بھی بوقت بعثت مسیح محمدی کے علم الہی مین پیش آنے والا تہا اور لفظ مثل سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قصہ اہلکتاب مین مشہور بھی تھا ورنہ اللہ تعالے اس قصہ کو لفظ مثل کے ساتھ کیون تعبیر فرماتا جس کے معنے قصہ مشہور کے ہین کما فی کتب اللغات والتفاسیر تفسیر ابوالسعود مین لکھا ہے ضرب المثل یستعمل تارۃ فی تطبیق حالۃ غریبۃ بحالۃ اخری مثلها کما فی قوله تعالی ضرب اللہ مثلا للذین کفروا امرأۃ نوح وامرأۃ لوط چونکہ مثل اس قصہ غریبہ کا آنحضرۃ صلعم کے وقت مین طابق النعل بالنعل واقع نہین ہوا لہذا ایسے یہ وقت محمدی کے بعثت مین اس کا واقع ہونا ضروری ہوا جو مسیح موعود بھی ہو۔ کیونکہ باتفاق مفسرین کے یہ قصہ حضرۃ عیسی مسیح موسوی کے وقتین واقع ہوا تہا کما فی التفاسیر الکبیرۃ والصغیرۃ ۔ لہذا اس مسیح محمدی کے وقت مین

اس کا وقوع ہونا چاہئے تھا تاکہ معنے مثل کے بخوبی متحقق ہو جاوین یعنی ایک
حالت غریبہ کی تطبیق جو حضرت عیسیٰ کے وقتمین واقع ہوئی تھی اس حالت غریبہ
کے ساتھ جو مسیح محمدی کے وقتمین واقع ہوگی ہو جاوے۔ حضرۃ عیسیٰ کے
وقتمین جو رسل حضرۃ عیسیٰ کی طرف سے اس قریہ مین بھیجے گئے تھے اس مین
مفسرین کا اختلاف ہے بعض کہتے ہین کہ وہ گاؤن انطاکیہ تھا اور بعض بیت المقدس
ہی کو قرار دیتے ہین ہمکو اس اختلاف سے کچھ مطلب نہین خواہ کوئی قریہ ہو حضرۃ
عیسیٰ کی طرف سے چند کسان رسول ہوکر واسطے تبلیغ حق کے کسی قریہ مین گئے تھے جس کی [illegible]

آیت مذکورہ سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ حضرت عیسیٰ کے رسولون کو قرآن مجید
نے بلفظ رسول تعبیر فرمایا ہے۔ پس جو امام الوقت آنحضرت صلعم کیطرف سے
رسول ہوکر آوے جو اس شعر کا مصداق ہو ؎

دگر استاد را نامی ندانم
کہ خواندم در دبستان محمد

اس کو رسول کیونکر نہ کہا جاوے گا۔
مسیح محمدی کے وقتمین وہ قریہ سگی واقع علاقہ خوست ہے جو علاقہ کابل مین شامل

ہے مدت دو نیم سال کی ہوئی ہوگی کہ مولوی عبدالرحمٰن صاحب شہید۔ و مولوی عبدالستار صاحب ساکن افغانستان معہ اپنے رفقاء و مصاحبان کے جو مولانا عبداللطیف صاحب کے شاگرد تھے حضرت اقدس کے شرف بیعت سے مشرف قادیان مین آکر ہوگئے تھے اور انتہا درجہ کے متقی اور پرہیزگار تھے مولوی عبدالرحمٰن صاحب اکثر میرے کمرے مین رہا کرتے تھے۔ مین رات کو جب بیدار ہوتا ان کو نماز تہجد ہی پڑھتا دیکھتا تھا۔ یہ دونون صاحب قادیان سے بوقت واپسی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے رسول ہوکر معہ اپنے رفقا کے اپنے بستی و علاقہ خوست مین گئے تو مضمون اذ جاءها المرسلون کا ان پر صادق ہوا۔

خصوصیت ہشتم یہ خصوصیت ہشتم ہوئی جو اس سورۃ یٰسین کو حضرۃ مسیح موعود کے ساتھ ہے کہ اذ جاءها المرسلون یہان پر بخوبی صادق آیا۔ پس یہ خصوصیت بخوبی خصوصیت ہشتم واقع ہوئی۔

خصوصیت نہم یہ ہر دو صاحب مولوی عبداللطیف صاحب کی طرف سے آئے تھے جب اس بستی علاقہ خوست مین پہنچے اور تبلیغ سلسلہ احمدیہ کی شروع کی۔ تب بعض سعادتمندون نے تو اس

تبلیغ کو تسلیم کیا لیکن اکثر نے ان دونون کی سخت تکذیب کی چنانچہ ارشاد ہوتا ہے اذا ارسلنا الیہم اثنین فکذبوھما فعززنا بثالث فقالوا انا الیکم مرسلون یعنی جب بھیجے ہم نے طرف ان کی دو رسول پس جھٹلایا انہون نے ان دونون کو۔ پس عزت دی ہم نے ساتھ تیسرے کے تب کہا انہون نے تحقیق ہم تمہاری طرف بھیجے گئے ہین۔

فائدہ۔ یہان پر اللہ تعالے نے جو اولاً عدد دو کا اختیار فرمایا اس کا سر یہ ہے کہ ہر ایک دعوے دو شہادتون سے ثابت ہو جاتا ہے اور جب کہ دو شاہدون کی تقویت تیسرے شاہد سے کی جاوے تو پھر دعوی مدعی کا بخوبی ثابت ہو جاوے گا اور پھر خصم پر اتمام حجت کامل طرح سے ہو جاتا ہے۔ واضح ہو کہ آنحضرت صلعم جس جگہ پر اپنی رسالت کی تبلیغ فرمانی چاہتے تھے وہان پر ایک رسول امیر کر کر روانہ فرمایا کرتے تھے اور اس کے ہمراہ کسیقدر رفقا بھی ہوتے تھے۔ لیکن امیر اُن کا ایک ہی ہوا کرتا تھا مگر حضرۃ عیسٰی نے دو شخصون کو اپنا رسول وامیر کر کے بھیجا اور پھر اُس کو ساتھ تیسرے رسول کے قوی اور معزز کیا جو قرآن مجید مین مذکور فرمایا گیا ہے اس کی وجہ یہ ہے جو خود فعززنا بثالث

سے مستنبط ہوتی ہے وہ یہ کہ حضرت عیسیٰ کو اپنے پیغام اور رسالت کی زیادہ تر تقویت منظور تھی۔ کیونکہ جب تین امیر اور رسول مستقل متفق ہو کر ایک ہی کلمہ متحدہ کی تبلیغ کرین گے تو زیادہ تر موثر ہو گی۔ بہ نسبت اس کے کہ ایک امیر اور رسول اُس کلمہ کی تبلیغ کرے اور یہ تقویت اور تاکید اس جگہ پر مقصود ہوتی ہے کہ مخالفین مین تشدد اور سرکشی اور عناد حد درجہ سے بڑھا ہوا ہو۔ چنانچہ اس قریہ کے ایسے ہی لوگ تھے کما قال اللہ تعالےٰ بل انتم قوم مسرفون اور یہان پر قوم مخالف سرزمین کابل کا یہی حال ہے کہ نہایت سخت دل اور قاسیۃ القلوب واقع ہو کر ہین نہ ان کو کسی مومن کے قتل کر دینے مین کچھ پرواہ ہوتی ہے اور نہ سنگسار کرنے مین۔ اور چونکہ مولانا عبداللطیف صاحب شہید مرحوم سرزمین کابل مین ایک بڑے معزز رئیسون مین سے تھے لہذا بعد مولوی عبدالرحمن صاحب شہید مرحوم اور مولوی عبدالستار صاحب کے مولانا عبداللطیف صاحب شہید پورے مصداق فعززنا بثالث کے ہوئے چنانچہ ان ہرسہ رسولون کے تبلیغ کرنے سے سرزمین کابل مین بڑا غل و شور ان کی رسالت اور تبلیغ حق کا برپا ہوا جیساکہ فرمایا گیا ہے کہ انا الیکم

مرسلون +

اور ان تینون رسولون کا حضرت عیسٰی کی طرف سے مستقل رسول اور امیر ہونا نظم قرآن مجید سے ہی معلوم ہوتا ہے کیونکہ اولاً تو لفظ اثنین کا ہے ان کے دو ہونے پر دلالت کر رہا ہے ثانیاً فعززنا بثالث مین جو مفعول محذوف ہوا اور فعززنا ہما نہ فرمایا گیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ وہ معزز جو ثالث ہر پر ہے وہ بھی خود مستقل رسول ہے۔ ہان جب یہ ثالث بھی بعینہٖ وہی کلمہ تبلیغ کریگا جو پہلے دو امیر یا رسول کر رہے ہین تو ان کی تقویت بالضرور زائد ہو جاوے گی۔ اس لئے فعززنا کے مفعول کے ذکر کرنیکی کوئی ضرورت نہین ہوئی اور نظم آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ رسول کا رسول بھی رسول اللہ ہی ہوتا ہے کیونکہ یہ دونون رسول حضرت عیسٰی کی طرف سے تھے مگر معہذا ان کی رسالت کو اللہ تبارک وتعالی نے اپنی طرف مسند فرماکر بلفظ ارسلنا تعبیر فرمایا۔ الحاصل جو فعل رسول اللہ کا بحیثیت رسالت ہو وہ فعل اللہ تعالے کا ہی ہوا کرتا ہے یہان پر یہ خصوصیت نہم پوری ہوئی +

اب آگے اس کے اُس قریہ کے لوگ جسطرح پیشان	خصوصیت دہم

رسولون کے ساتھ پیش آئے وہ بیان فرمایا جاتا ہے قالوا ما انتم الا بشر
مثلنا وما انزل الرحمن من شئی ان انتم الا تکذبون۔ یعنی جواب
دیا اصحاب القریہ نے کہ نہین ہو تم مگر آدمی مانند ہمارے اور نہین اوتارا
رحمن نے کوئی الہام یا وحی تم فقط سرتاپا جھوٹ ہی کہتے ہو +
فائدہ۔ یہ مقولہ اصحاب قریہ کا یا تو اس لحاظ سے نقل کیا گیا ہے کہ اول
رسولون نے حضرۃ عیسیٰ کا ملہم اور صاحب وحی ہونا ثابت کیا تھا
اس کا جواب انھون نے یہ دیا اور یا وہ رسول خود صاحب وحی والہام
تھے سو اب یہان پر بھی اکثر علمائے سرزمین کابل نے یہی جواب دیا کہ نہ
تمہارا مسیح موعود صاحب الہام ہے اور نہ تم ملہم ہو بلکہ اس بارہ مین سرتاپا
تم سب کے سب جھوٹے ہو۔ اور یہ خصوصیت دہلم ہوئی +
واضح ہو کہ یہ شبہ ما انتم الا بشر مثلنا ایسا شبہ عامۃ الورود
ہے کہ جس مامور من اللہ کی تکذیب کی گئی ہے مکذبین نے یہی شبہ پیش
کیا ہے چنانچہ ملائے روم کہتے ہین
جملہ عالم زین سبب گمراہ شد + کم کسی ز ابدال حق آگاہ شد
ہمسری با انبیا برداشتند + اولیا را مثل خود پنداشتند

این ندانستند ایشان از عمی ‏ ‏ ‏ ہست فرقی در میان بے منتہا

گفت اینک ما بشر ایشان بشر ‏ ‏ ‏ ما و ایشان بستۂ خوابیم و خور

این خورد گردد پلیدی زو جدا ‏ ‏ ‏ وان خورد گردد ہمہ نور خدا

این خورد زاید ہمہ بخل و حسد ‏ ‏ ‏ وان خورد گردد ہمہ نور احد

ہر دو صورت گر بہم ماند رواست ‏ ‏ ‏ آب تلخ و آب شیرین را صفاست

ہر دو گون آہو گیا خوردند و آب ‏ ‏ ‏ زان یکی سرگین شد و زان مشک ناب

ہر دو گون زنبور خوردند از یک محل ‏ ‏ ‏ زان یکی شد نیش و زان دیگر عسل

جز کہ صاحب ذوق کہ شناسد طعوم ‏ ‏ ‏ شہد نا خوردہ کجا دانی ز موم

خصوصیت یازدہم

تکذیب سرزمین کابل کی یہانتک نوبت پہنچی کہ مولوی عبدالرحمن صاحب کو جو اول تین سولون مین سے ایک رسول کریم تھے ان کو بڑی بڑی تکلیف دیکر شہید کردیا۔ مگر با این ہمہ مصائب و تکالیف یہ جماعت اہل استقامت حق پر ایسے قائم رہے جو حق استقامت ہوتا ہے چنانچہ آگے اسی مضمون کو بیان فرمایا جاتا ہے قالو ربنا یعلم انا الیکم لمرسلون وما علینا الا البلاغ المبین۔ کہا رسولون نے کہ پروردگار ہمارا خوب جانتا ہے کہ ہم تمہاری طرف البتہ رسول ہین اور ہمپر اور کچھ واجب نہین مگر

یہ کہ براہین باہرہ اور حجج ظاہرہ سے تمہارے شبہات وشکوک کو رفع کرین اور یہانپر بھی اس آیت کا مضمون واقع ہوا کہ ایک مدت تک بلاغ مبین ہوتا رہا اور دلائل قاہرہ اور براہین باہرہ سے مخالفین کے شبہات وشکوک کو ازالہ کرتے رہے اور ربنا العلم کے معانی کو یعنی کہ اگر یہ مسیح موعود کاذب ہوتا تو اللہ تعالے جو صادق اور کاذب کو بخوبی جانتا ہے وہ رب تبارک وتعالی درصورت اُس کے کاذب ہونے کے ان کی تربیت یا امداد اور تائید کیون کرتا پیش کرتے رہے۔ حتی کہ مولانا عبد اللطیف صاحب معہ چند اپنے تلامذ کے قادیان مین تشریف لائے اور حضرت اقدس کی صحبت بابرکت مین رہکر بہت سے برکات اور فیوض حاصل کیئے۔ اور یہ خصوصیت یازدہم ہوئی جو مسیح موعود کو نبی اسرائیل کے ساتھ اور نیز سورہ یسین ہی کیساتھ جو اس کو مناسبت ہے وہ بھی ثابت ہوئی +

خصوصیت دوازدہم

اب آگے اللہ تعالی جواب قوم بیان فرماتا ہے قالوا انا تطیرنا بکم لئن لم تنتھوا لنرجمنکم ولیمسنکم منا عذاب الیم۔ یعنی کہا اصحاب القریہ نے کہ تحقیق ہم برا جانتے ہین تمہارے ساتھ رہنا اگر تم باز نہ آؤگے اس رسالت

اوران عقائد سے توالبتہ سنگسار کرین گے ہم تم کو اور البتہ پہونچیگا تم کو ہماری طرف سے عذاب درد دینے والا +

فائدہ بسبب تکذیب کے اصحاب القریہ کے عناد اور تعصب کی نوبت یہانتک پہونچی کہ ان سے سلام وملاقات کا کرنا بھی ترک کردیا اور ان سے ملنا بھی منحوس اور شوم سمجھنے لگے اور بالکل متارکت سلام وکلام کی کردی گئی اور طرح طرح کی دہمکیان رجم اور عذاب الیم پہونچانے کے لئے دینے لگے لیکن بعینہ ان رسولون نے معہ اپنے ہمراہیون کے ان تکالیف اور مصائب کی کچھ پرواہ نکی یہی حال اس جماعت احمدیہ کا اضلاع کابل مین ہوا کہ دلائل قاطعہ سے یہ امر ثابت کرتے رہے کہ تمہارا انکار مسیح موعود ہی بسبب کفران نعمت الہی کے نحس اور شوم ہے اور ہمارے دلائل قرآنیہ اور ادلہ برہانیہ ایسے زبردست ہین کہ ان کا رد وانکار ہوہی نہین سکتا مگر جبکہ کوئی قوم حدود اسلام اور دین حق سے ہی تجاوز کرجاوے تو اس کا کیا علاج ہوسکتا ہے یہ خصوصیت دوازدہم ہوئی جو مسیح موعود کو ساتھہ سورہ یٰسین اور عیسیٰ ابن مریم کے ہے +

خصوصیت سیزدہم | چنانچہ اس مضمون کو آگے فرماتے ہین قالوا طائرکم

معلوم ائن ذکرتم بل انتم قوم مسرفون یعنی بدبختی تمہاری بسبب انکار اور کفران نعمت کے تمہارے ہی گلے کا ہار ہے کیا جبکہ تم یاد دلائے گئے ادلہ برہانیہ اور دلائل قرآنیہ کو۔ تب ایسا کچھ کہتے یا کرتے ہو یہ تو نہین بلکہ تم خود ہی ایک ایسی قوم ہو جو حد سے نکل جانیوالی ہو۔

فائدہ۔ جہلاء اور نام کے علماء کی عادت ہے کہ جب جواب دینے سے عاجز ہو جاتے ہین اور دلائل حقہ کا نقض نہین کر سکتے۔ تو پھر ان تکلیفون کو جو انہین کے شامت اعمال سے پہنچتی ہین ان کو اپنی شامت اعمال سے تو نہین سمجھتے بلکہ ماموربن الہی کی طرف منسوب کرنے لگتے ہین یا جو بعض تکالیف مومنون کو بسبب اختیار کرنے امر حق کے مخالفین سے بموجب قانون قدرت کے کسی قدر پہونچ جاتی ہین ان تکالیف کو نتیجہ شامت ونحوست اپنے اعمال کا تو نہین جانتے بلکہ مومنین کے اخلاص اور ایمان کا ثمرہ قرار دیتے ہین ونعوذ باللہ منہ۔ پس ثابت ہوا کہ دلائل قرآنیہ وبرہانیہ سے۔ جب کہ ظہور حق کا ہو جاوے اور پھر بھی کسی کو اس کا انکار رہے تو یہی حد سے تجاوز کرنا اور اسراف ہے جس کے سبب اللہ تعالے نے ان کو داخل قوم مسرفین مین

فرمایا ہے سرزمین کابل مین بھی یہی حال قوم مسرفین کا رہا کیونکہ تکذیب و انکار مین ترقی کرتے رہے مگر جماعت احمدیہ اخلاص اور احسان مین ترقی کرتی رہی اور یہ خصوصیت سیزدہم ہوئی جو مسیح موعود کو سانہہ سورہ یٰسین اور مسیح اسرائیلی کے حاصل ہے ۔

خصوصیت چہاردہم — حتی کہ مولانا عبداللطیف صاحب مرحوم معہ اپنے چند شاگردون کے قادیان مین تشریف لائے اور فیض صحبت حضرت اقدس سے سرفراز و ممتاز ہوکر قادیان سے واپس اپنی بستی سیگئی مین تشریف لے گئے ۔ چونکہ اس وقت مین مولانا صاحب شہید مرحوم صبغۃ اللہ کے سانتھ رنگین ہوکر واپس گئی تھی جاتے ہی تبلیغ حق مین انتہا درجہ کی کوشش فرمائی حتی کہ امیر کابل تک تبلیغ حق مین بجد سعی فرمانے کے کوشش کی جیساکہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وجاء من اقصی المدینۃ رجل یسعی قال یا قوم اتبعوا المرسلین اتبعوا من لا یسئلکم اجراً وھم مھتدون ۔ یعنی اور آیا ایک مرد میدان کنارے دور تر اس شہر کے سے کہ وقتاً فوقتاً سعی اور کوشش کرتا تھا کہا اس نے اے قوم میری پیروی کرو مرسلین کی اور اتباع کرو اس شخص کی کہ نہین طلب کرتا

ہے تم سے کوئی مزدوری اور وہی معہ جماعت اپنی کے مہدی اور راہ یافتہ ہین ✤

فائدہ - اس آیت مین جو لفظ رجل کا نکرہ واقع ہوا ہے باوجودیکہ دونون جگہ پر یعنی رجل علیٰ موسوی اور رجل علیٰ محمدی معرفہ اور معین ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ عظمت شان رجل کی منظور ہے - کیونکہ تنوین زبانِ عرب مین تعظیم کے لئے بھی آتی ہے یہان پر مراد رجل سے مولانا عبداللطیف صاحب شہید مرحوم مردمیدان ہین کیونکہ یہ شہید مرحوم بستی سیگئی علاقہ خوست کے رہنے والے تھے جو کہ حدود سرزمین کابل کے انتہائی درجہ پر واقع ہے اس لئے اس کو اقصیٰ المدینۃ فرمایا گیا کیونکہ علاقہ خوست کے مشرقی جانب اور کوئی علاقہ کابل کا موجود نہین ہے بلکہ گورنمنٹ انڈیا کی حدود شروع ہوجاتی ہین - اس شہید مرحوم مردمیدان کی صفت یسعیٰ جو فرمائی گئی وہ اس لئے کہ شہید مرحوم نے واسطے تبلیغ حق کے امیر کابل اور اس کے ارکان ریاست کے لئے بھی کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کیا مثل اس رجل کے جس نے حضرت عیسیٰ کے وقت مین اپنے بادشاہ وقت کے لئے تبلیغ حق مین سعی کی تھی کما فی التفاسیر ✤

خصوصیت پانزدہم	اور اس رجل عظیم الشان نے دو اتباعون کے لئے

تاکید کی۔ ایک اتباع تو ان رسولوں کا ہے جو حضرت اقدس کے فیوض صحبت سے سرفراز و ممتاز ہو کر کابل مین گئے تھے اور دوسرا اتباع اس اصل رسول کا کہ اس تبلیغ مین کوئی اجرت طلب نہین کرتا اور وہ خود مہدی اور اس کے متبعین ہدایت یافتہ ہین۔ چونکہ ایک شخص ان مرسلین مین سے شہید ہو چکا تھا یعنی مولوی عبدالرحمٰن صاحب شہید لہذا اس کلام مین یہ اشارہ ہے کہ شہید مرحوم لوواجب الاتباع تہانہ سزاوار قتل +

خصوصیت شانزدہم

اب آگے اس کے جو گفتگو اس رجل نبی کی ہے اس کو بیان فرماتے ہین وما لی لا اعبد الذی فطرنی و الیہ ترجعون ءاتخذ من دونہ الھۃ ان یردن الرحمٰن بضر لا تغن عنی شفاعتھم شیئا ولا ینقذون یعنی اور کیا ہوا ہے مجھکو کہ فرمانبرداری نکرون مین اس ذات کی جس نے مجھ کو پیدا کیا اور تم سب ہی اسی کی طرف لوٹ کر جاؤ گے۔ کیا سوائے اس ایک خدا وحدہٗ لاشریک کے مین اور بھی اپنے لئے چند خدا بنالون اگر چاہے رحمٰن میرے تئین نقصان پہنچانا تو نہ کام آوے مجھکو سفارش ان کی

اور نہ مجھہ کو چھوڑ اسکین +

فائدہ - شہید مرحوم نے اثبات دعوٰی مسیح موعود کے لئے قرآنی دلائل پیش کئے تھے اور حاصل ان کی تقریر کا یہ تھا کہ نہایت واضح طور سے وفات مسیح اسرائیلی قرآن مجید سے ثابت کی تھی اور مسیح موعود کا آنا اسی امت مین سے ضروری ثابت کیا تھا اور پھر حضرت اقدس کا مسیح موعود ہونا پس انہوں نے کہا کہ جب کہ دلائل قرآنیہ سے یہ مسئلہ واضح ہو چکا ہے تو پھر مجھکو کیا ہو گیا ہے کہ باوجود وضوح دلائل قرآنیہ کے اس مسئلہ مین پھر بھی مین اس کی فرمانبرداری نکرون اور تمہارا کہنا خلاف قرآن مجید تسلیم کرلون پھر تو یہی اتخاذ ارباب ہے اور فعل یہود کا ہے کما قال اللہ تعالٰی اتخذوا احبارهم ورهبانهم اربابًا من دون اللہ الایۃ اور اگر بالفرض اس ایمان کی وجہ سے مین قتل بھی کیا جاؤن جیسا کہ تم ترہیب وتخویف کرتے ہو تو مجھ کو اس کا کیا غم ہے کیونکہ مجھ کو اسی خالق نے پیدا کیا ہے اور وہ میرا مالک ہے اور مالک اپنی مملوک کا بالضرور اکرام کیا ہی کرتا ہے پس اگر مین اس کی راہ مین قتل بھی کیا جاؤن گا تو بالضرور مستحق انعام واکرام کا ہوں گا - مگر تم کو میرے قتل سے ضرور خوف کرنا چاہیے کیونکہ تم تو اسی کی طرف دنیا سے لوٹ کر جاؤ گے

جائو گے اور پھر ان نافرمانیوں کی تم کو بالضرور سزا ملے گی - اور شہید مرحوم کا ایک مقولہ تھا مثل مضمون اس آیت کریمہ کی - کہ تم لوگوں نے اس حاکم اور امیر کو بھی ایک خدا قرار دے رکھا ہے بلکہ اُس کے ارکین ریاست کو بھی خدا بنالیا ہے جن سے تم ایسے ڈرتے ہو جیسے خدا سے ڈرنا چاہیئے - مگر میرا خدا صرف ایک ہی خدا ہے جو وحدہٗ لاشریک اور قادر مطلق ہے اس لئے خلاف حکم اس وحدہٗ لاشریک قادر مطلق کے مین کسی امیر کبیر سے نہیں ڈرتا ہون اور یہ خصوصیت نشان دہم ہوئی جو مسیح موعود کو ساتھ سورہ یٰسین اور عیسیٰ ابن مریم کے واقع ہوئی ہے ❊

اور منجملہ دیگر اسماء الہیہ کے جو یہان پر اسم رحمٰن اختیار کیا گیا اس کی یہ وجہ ہے کہ شہید مرحوم کا یہ اعتقاد تھا کہ اللہ تعالے نے خاص اپنی صفت رحمانیت کے تقاضے سے اس مسیح موعود کو عین ضرورت اسلامی کے وقت دنیا میں مبعوث فرمایا ہے اس کی تصدیق نکرنا - اس کی رحمت عامہ کے ساتھ کفران نعمت کرنا ہے اور پھر اپنے تئین محل ضرر پہونچنے کا رحمٰن کی طرف سے جو ٹھیرایا گیا اس کی یہ وجہ ہے کہ مخالفین کابل شہید مرحوم کو امیر اور اس کے ارکان سے ڈراتے تھے شہید مرحوم نے درجواب ان کے ان کو لاشئے محض سمجھکر ایذا اور اضرار کی

اسناد صرف اللہ تعالیٰ کی طرف ہی کی۔ اگرچہ تقاضا صفت رحمانیت کے خلاف
ہے نہ امیر کی طرف اس اسلوب نظم آیت میں کمال درجہ کی توحید ہے اولاً تو
اللہ تعالیٰ کو اپنا فاطر و خالق اور رب اور مالک کہا مراد یہ ہے کہ اس نظر سے بھی
اس کی فرمان اور حکم کی تعمیل فرض ہوئی اور اگر یہ لحاظ کیا جاوے کہ وہی
محسن اور منعم ہے جو رحمٰن ہے نہ امیر اور اراکین ریاست کے۔ تب بھی
اُسی کے حکم کی فرمانبرداری واجب اور فرض ہے کیونکہ وہی رحمٰن
ہے اور اگر کسی ضرر پہونچنے کا خیال کیا جاوے تب بھی اُسی کے
حکم کی تعمیل واجب ہے نہ امیر اور حاکم کی کیونکہ دافع مضار سوا اس
کے اور کوئی نہیں ہے۔ اس مکرر سہ کرر توحید کے بیان کرنے کی
ضرورت اس لئے ہوئی کہ امیر کی طرف سے بار بار تخویف اور تہدید
کی گئی تھی کہ اس عقیدہ سے باز آؤ۔ ورنہ سنگسار کئے جاؤگے
اور طرح طرح سے عذاب دردناک پہونچایا جاویگا اور جب قید میں
ان کو مقید کیا گیا تھا وہ قید بھی ایک سخت عذاب الیم تھی۔ لہذا
ہر ایک کلمہ جو شہید مرحوم کی طرف سے جواباً کہا گیا وہ سراسر توحید
ہی کی طرف ناظر تھا اب آگے شہید مرحوم کا مسیح موعود کے بارہ میں

راسخ الاعتقاد ہونا بیان فرمایا جاتا ہے ؛

خصوصیت ہفدہم انی اذا لفی ضلال مبین انی امنت بربکم فاسمعون ۔ ترجمہ تفسیری ۔ یعنی بیشک مین اس وقت کہ اس مرسل من اللہ کی تصدیق نکرون بیچ گمراہی کھلی ہوئی کے ہون گا جو تمام دنیا مین حضرۃ عیسٰی کے بارہ مین پھیل رہی ہے ۔ حتی کہ عیسائیون سے مسلمانون مین بھی یہ گمراہی عام طور پر داخل ہوگئی ہے ۔ مین تو بیشک ایمان لایا تمہارے پروردگار پر ۔ اور بموجب کلام اللہ کے ہدایت مسیح مین نے اس عقیدہ کو درست کر لیا ۔ لہٰذا میری اس تبلیغ کو سنو اور قبول کرو ۔ پھر تو ہر چہار طرف سے تکفیر پر تکفیر ہونے لگی کہ یہ بھی کافر ہے اور مدعی مسیحیت بھی کافر ہے اور مرتد ہو گیا فتوی سنگساری کا ضرور ہونا چاہئے جیسا کہ حضرت عیسٰی کے وقت مین اس رجل عظیم الشان کی تکفیر کی گئی تھی ۔ روایات صحیحہ سے دریافت ہوا ہے چنانچہ تذکرۃ الشہادتین مین بھی لکھا ہوا ہے کہ شہید مرحوم نے ایک مجمع عام مین یہ بھی کہا کہ مین اس مجمع کا نوشاہ ہون اور شہید مرحوم کی لاش کو پتھرون مین بعد چالیس روز کے احمد نور صاحب شاگرد مولانا صاحب نے واسطے دفن کرنے کے نکالا تو ان کی لاش سے کافور کی خوشبو

آتی تھی لہذا اسی عالم مین اُن کے جنت الفردوس مین داخل ہونیکا اس سے ایک کامل ثبوت ملتا ہے لہذا فرمایا جاتا ہے +

خصوصیت ہشدہم کہ قیل ادخل الجنۃ قال یالیت قومی یعلمون بما غفرلی ربی وجعلنی من المکرمین یعنی کہا گیا اس شہید کو کہ تو بہشت مین داخل ہوجا اور اُس شہید نے ان لذات جنت کو او راس کے یہ کہا کہ کاش کہ میری قوم بھی جان لیتی اُس چیز کو کہ جس کے سبب سے میرے پروردگار نے میری مغفرت کی۔ اور کر دانا مجھہ کو معززون اور مکرموئنین سے۔ یہان پر قلنا ادخل الجنۃ کیون نہین فرمایا اس مین سر یہ ہے کہ بسبب کمال اخلاص اور ایمان کامل اس رجل عظیم الشان کے آسمان اور زمین اور ملائکہ مقربین اور مومنین اور کاملین کی طرف سے ان کی حالت حیات ہی مین کہا جاتا تھا کہ ادخل الجنۃ اور خود حضرۃ مسیح موعود کی طرف سے بھی آواز دی جاتی تھی جو بذریعہ تذکرۃ الشہادتین کے یہ آواز سب پر واضح ہوگئی +

فائدہ ۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ شہید مرحوم کو اللہ تعالے کی طرف سے حالت حیات ہی مین ہر چہار طرف سے یہ الہام ہورہا تھا کہ قیل ادخل الجنۃ ورنہ ایسی استقامت کا وقوع مین آنا بغیر ایسی بشارت عظمی کے نہین ہوسکتا ہے تفاسیر کبیر وغیرہ

مین بھی یہ قول لکھا ہے کہ جس وقت اس رجل عظیم الشان نے - امنت بربکم
فاسمعون کہا تھا حالت حیات ہی مین اللہ تعالےٰ کی طرف سے اس کو فرمایا
گیا تھا کہ ادخل الجنۃ - اور سیاق نظم قرآنی سے یہ بھی مفہوم ہوتا ہے کہ شہید
مرحوم کو جو اس قدر ایذائین اور تکلیفین دی گئین بسبب کمال درجہ اشتیاق
دخول جنت کے وہ ایذائین اسکو محسوس نہین ہوئین - کیونکہ باوجود ایسے عذابہائے
الیم کے جو قوم کی طرف سے اس کو پہونچے پھر بھی وہ قوم کا دلدادہ یہ کہتا ہے کہ کاش
کے میری قوم کو اس ایمان اور اخلاص کا علم ہوتا جس کے سبب سے میرے
پروردگار نے میری مغفرت فرمائی اور اعزاز واکرام سے مجھکو جنت الفردوس
مین داخل کیا - اور یہ خصوصیت ہشتم ہوئی جو اس مسیح موعود کو ساتھ
سورہ یٰسین اور مسیح ابن مریم کے ہے ◆

خصوصیت نوازدہم یہان تک تو احوال مختصر اس رجل کا فرمایا گیا اب
آگے قوم مخالف کا حال ارشاد ہوتا ہے وما انزلنا علی قومہ من
بعدہ من جند من السماء وما کنا منزلین ان کانت الا صیحۃ
واحدۃ فاذا ہم خامدون - یعنی اور نہین اتارا ہم نے اوپر قوم
اس کے کے کوئی لشکر آسمان سے اور نہیں تھے ہم اتارنے والے عقوبت انکی

نہین تھی مگر ایک آواز تند بس وہ اُسی وقت بجھے ہوئے ہوگئے ‡

فائدہ - قوم کو جو اس رجل کی طرف مضاف فرمایا اس سے معلوم ہوتا ہے
کہ وہ رجل ثانی الرسول تہا کیونکہ اصل مین تو وہ قوم یہود رسول کی قوم تھی جس
کی اصلاح کے لئے حضرۃ عیسیٰ مبعوث ہوئے تھے لیکن بسبب کمال اتحاد
کے اُس قوم کی اضافت رجل ہی کی طرف فرمائی گئی اور چونکہ وہ قوم نہایت
سرکش اور متعصب تھی اور غیظ و غضب مین انتہا درجہ کو پہونچی ہوئی تھی کما
فی التفاسیر لہذا اس کی تحقیر کے لئے یہ ارشاد فرمایا گیا کہ انکا ہلاک کرنا ہم پر
کچھ دشوار نتھا جو ایک اہتمام کے ساتھ آسمان سے لشکر اوتارا جاتا - صرف
ایک آواز تند سے وہ ہلاک کر دئے گئے اور کلمہ خامدون بھی دلالت
کرتا ہے کہ ان کے مزاجون مین حرارت بہت تھی - جو موجب ہے قوۃ غضبیہ
کی - کیونکہ لغت عرب مین خمود آگ کے بجھ جانے کو کہتے ہین - بموجب
تصریح مفسرین کے وہ قوم یہود تھی - جو مشرک ہوگئی تھی اور اپنے
احبار اور رہبان کو ایسا رب قرار دے رکھا تھا کہ تحلیل ما حرم اللہ اور
تحریم ما احل اللہ انہین کے ہاتھ مین تھی جسکو چاہتے کافر کہدیتے اور
جو ان کے خیال کیموافق ہوتا تھا اس کو مومن قرار دیتے تھے - اب آیت

مذکورہ کا حاصل یہ ہوا کہ کوئی عذاب از قسم وبا زمین سے پیدا ہوا جس
سے وہ قوم ہلاک اور تباہ ہو گئی ۔ اور ان کے مزاجوں کی حرارت جو
موجب اشتعال قوت غضبیہ کی تھی وہ سب بجھ گئی جیسا کہ آگ باوجود
سرکشی اور اشتعال کے بجھ کر خاکستر ہو جاتی ہے۔ یہاں پر بھی قوم شہید
مرحوم کی بہت سرکش اور حار المزاج تھی۔ شہید مرحوم کے رجماً قتل
ہوتے ہی وبا ہیضہ نازل ہوئی جس میں روزانہ چار چار سو آدمی مصداق
خامدون کے ہو گئے دیکھو تذکرۃ الشہادتین کو جس میں بروایت صحیح
یہ بھی لکھا ہے کہ امیر نصر اللہ خان حقیقی بھائی امیر مسند نشین کا جو بانی مبانی
اس خون ریزی کا تھا۔ اس کے گھر میں بھی ہیضہ پڑا اور اس کی بیوی
اور لڑکا ہیضہ سے فوت ہو گئے یہ عذاب وبائی تو شہید مرحوم کے قتل
کے بعد ہی متصل نازل ہوا لیکن ہم آئندہ کے لیے اور کچھ نہیں کہہ سکتے
کہ کیا کیا واقعات پیدا ہوں گے ۔ اتنا ضرور کہتے ہیں کہ یہ قتل ناحق
ایک مقرب الٰہی کا ہدر نہیں جاویگا اور جو الہام عسیٰ ان تکرھو
شیئاً وھو خیر لکم ہے وہ ضرور واقع ہو کر رہیگا۔ ہاں اس وقت
ایک پہلو مضمون آیت مذکورہ کا جو ان کانت الا صیحۃ واحدۃ فاذاھم خامدون

ہے بالضرور واقع ہو ہی چکا آئندہ کی خبر اس علام الغیوب ہی کو ہے جسکے قبضہ
قدرت مین تمام کنجیان آسمانون اور زمینون کی ہین لہذا اس منعم حقیقی سے
ضرور خوف اور ہراس پیدا کر کر تقوی اختیار کرنا چاہئیے ورنہ انجام اچھا نہین
اور پھر سوائے حسرت اور افسوس کے اور کیا نتیجہ حاصل ہو سکتا ہے جیسا کہ
آگے ارشاد فرماتے ہین یاحسرة علی العباد ما یاتیھم من رسول الا
کانوا بہ یستھزءون الم یروا کم اھلکنا قبلھم من القرون انھم
الیھم لا یرجعون وان کل لما جمیع لدینا محضرون۔ یعنی
اے حسرة اور افسوس اب تیری حاضر ہونیکا وقت ہے اوپر ان بندون کی کہ نہین
آیا ان مین کوئی رسول مگر وہ اس کے ساتھ ٹھٹھا کرتے رہے۔ کیا نہین دیکھا انہون
نے کہ کتنی امتین ہلاک کین ہمنے پہلے ان سے پہلے زمانون مین کہ بیشک وہ ان کی
طرف اب رجوع نہین کرین گے اور بالضرور وہ سب کے سب ہمارے پاس واسطے جزا و سزا
کے حاضر کئے گئے ہین یہ خصوصیت نوازدہم ہوئی جو مسیح موعود ؑ کو ساتھ سورہ
یسین اور عیسی ابن مریم کے ہے کیونکہ اس آیت کا مضمون بھی علمائے یہود و سیرة میں ظہور
مین آرہا ہے۔

خصوصیت بستم | فائدہ ۔ اس آیت مین ان لوگون کے خیال کا رد ہے جو موتے

حقیقی کے دوبارہ دنیا مین رجوع ہونے کے قائل ہین اولاً تو بتاکید حرف اِنَّ جملہ اسمیہ سے ورد فرمایا گیا کہ اَنَّھُم لَا یَرجِعُون اور پھر نفی اثبات کے ساتھ معہ لفظ کل اور لفظ جمیع کے جو نہایت تاکید پر دلالت کرتا ہے ارشاد ہوا۔ وَاِن کُلٌّ لَّمَّا جَمِیعٌ لَّدَینَا مُحضَرُون پس ایسی نص صریح کے مقابلہ مین اب موتی حقیقی کے دوبارہ زندہ ہونے کے لئے مخالفین کے پاس کونسی دلیل ہے۔ بینوا توجروا۔ اور مضمون آیتہ سے بخوبی ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی سنت مستمرہ یہی ہے کہ اس کے رسولون کیساتھ جب استہزا کیا جاتا ہے تو بالضرور دنیا ہی مین مستہزئین پر عذاب نازل ہوا کرتا ہے اور آخرۃ کا عذاب علاوہ اس پر ہوتا ہے جو مدلول وان کل لما جمیع لدینا محضرون کا ہے اور اگر اہل استہزاء قبل نزول عذاب کے توبہ نکرین تو پھر عفو نہین ہو سکتا کیونکہ اس آیت سے مستہزئین کے لئے عذاب کا نزول اللہ تعالیٰ کی سنت مستمرہ ہونا ثابت ہو چکا۔ چنانچہ اسی سنت مستمرہ کی وجہ سے اب بھی عذاب طاعون نازل ہوا اور ہو رہا ہے وَلَعَذَابُ الاٰخِرَۃِ اَکبَر اَللّٰھُمَّ احفَظنَا مِن کُلِّ بَلَاءِ الدُّنیَا وَعَذَابِ الاٰخِرَۃِ بجاہ محمد المصطفیٰ و مسیحہ المجتبیٰ +

تحقیق و تنقیح رجل مندرجہ آیت وَجَاءَ مِن اَقصَی المَدِینَۃِ رَجُلٌ۔

ہم نے مراد رجل سے یہان پر وہی شخص لی ہے جس کی نسبت اللہ تعالیٰ نے فَعَزَّزنَا بِثَالِثٍ ارشاد فرمایا ہے گرچہ مفسرین نے اس رجل کو مغائر اس ثالث کا قرار

ویکر کسی نے حبیب نجار کو لکھا اور کسی نے کچھہ لکھا مگر نظم قرآنی سے تو یہی معلوم ہوتا ہے
کہ یہ رجل جو اس آیت اذ جاء رجل من اقصی المدینۃ مین مذکور ہے وہی رجل ہے
جو نظم آیت فعززنا بثالث کا مصداق ہے بچند وجوہ - اولاً انکہ اس رجل نے
اس قوم کو اپنی طرف مضاف کرکر کہا کہ یا قوم اتبعوا المرسلین - ثانیاً - اللہ تعالی
نے بھی اُسی قوم کو اُسی رجل کی طرف مضاف کرکر فرمایا وما انزلنا علی قومہ
من بعدہ من جند - ان دونون اضافتون سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ رجل وہی شخص تھا جس کی
نسبت فرمایا گیا ہے فعززنا بثالث کیونکہ یہی ثالث شخص تیسرا رسول معزز تھا جب
سے ان دونون رسولون کو بسبب اسکے ... شوکت اور قوت حاصل ہوئی تھی اور
چونکہ ثالث عرف مین اُس کو کہتے ہین جو کسی مقدمہ کے اختلاف و نزاع مین حکم ہو کر
فیصلہ کر دیوے لہذا جبکہ اسی رجل مرد میدان نے اس نزاع واقع سرزمین کابل کا فیصلہ کیا
ہے یعنی اس زمین کابل مین تخم توحید اسلام اور تبلیغ سلسلہ احمدیہ کا بو دیا جس کی کاشت
کے لئے تمام سرزمین مانع اور مزاحم تھی تو یہی مرد میدان فعززنا بثالث کا مصداق
ہوا - اور یہ تخم حسب الہامات اور نیز حسب تفسیر رکوع آئندہ کے جو حصہ دوم مین
انشاء اللہ تعالے طبع ہونگی اس زمین مردہ مین اسی رجل کی سعی سے پودہ ہو کر
شاداب و سرسبز ہوگا اور پھر ضرور بارآور ہوگا والحمد للہ - مثل کلمۃ طیبۃ کشجرۃ طیبۃ اصلها

اور اگر یہ رجل علاوہ اُس شخص ثالث کے کوئی غیر آدمی ہوتا تو اصحاب القریہ یا ملک وقتکو اپنی قوم کیونکر کہتا ہاں البتہ جو شخص رسول ہوگا وہ جسکی طرف رسالت لیکر جاوے گا تو وہ یعنی مرسل الیہم اُسی کی قوم اور امت کہلاوینگے - **ثالثاً** - اللہ تعالی اس رجل مندرجہ آیت کے قتل کے بعد ارشاد فرماتا ہے کہ ما یاتیہم من رسول الا کانوا بہ یستہزؤن اگر یہ رجل رسول نہوتا تو پھر اُسکے قتل کے بعد اسکو رسولوں میں شامل کیوں فرمایا جاتا اور علاوہ ان دونوں رسولوں کے جنکی نسبت فرمایا گیا ہے وارسلنا الیہم اثنین فکذبوہما - اور کوئی جدا رسول سوائے اس ثالث رجل کے جو فعززنا بثالث میں مذکور ہوا ہے **رابعاً** یہ امر خلاف قیاس معلوم ہوتا ہے کہ رسول تو تینوں خاموش رہیں اور یہ ایک غیر شخص جو نکرہ ہونیکا مصداق ہے کل تبلیغ کا اہتمام کرے اور من ابتداء جاء من اقصی المدینۃ سے آخر رکوع تک اسی کا ذکر اللہ تعالی فرماوے نہ رسولوں کا - **خامساً** یہی رجل مغائر ان تینوں رسولوں کے جو رسول بھی نہیں تھا قتل کیا جاوے - اور رسولوں سے کسیطرح کا تعرض بادشاہ بھی نکرے تلک اذا قسمۃ ضیزی - **سادساً** باوجود رسول نہونیکے وہ یہ دعوی بھی کرے کہ انی امنت بربکم فاسمعون کہ میں تو وہ ایمان اپنے پروردگار پر لایا ہوں جسکی ہدایت مسیح موعود کر رہا ہے - تم میری تبلیغ کو سنو یعنی قبول کرو اور میرا ہی اتباع کرو وغیرہ وغیرہ - غرضکہ ہمنے انہیں وجوہ سے یہ اختیار کیا ہے کہ یہ رجل عظیم الشان

اس رجل کی تین مزید صفات نہیں

اور معزز وہی شخص تھا جسکو اللہ تعالےٰ نے تیسرا رسول فعززنا بثالث مین بیان فرمایا
ہی اور اس کے علاوہ واقعات حالیہ نے جو اس مسیح موعود کے وقتین حادث ہوئے مثل نظم قرآنی انہون نے بھی
متعین کر دیا کہ وہ رجل وہی ہی جسکو فعززنا بثالث مین مذکور فرمایا ہی کیونکہ علاوہ حضرۃ
مولوی عبدالستار صاحب اور حضرۃ مولوی عبدالرحمن شہید کے وہی شہزادہ ہے جس سے ان دونون
صاحبونکو بڑی تقویت حاصل تھی اور وہی مصداق فعززنا بثالث کا ہی کہ اپنی قوم
مین ایک معزز رجل تھا ۔ اور مضامین مندرجہ رکوع مذکورہ اُسی پر ایسی مطابق
آگئے ہین جسکو غیر ابشیر مطابق کہہ سکتے ہین ۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم ۔
یہ بیس خصوصتین بلکہ ایک حساب سے چوبیس مختصر مسیح موعود ایسی ہین جن سے
حضرت مسیح موعود ؑ کو کمال درجہ کی مناسبت سورہ یٰسین کے ساتھ ثابت ہوتی
ہے ۔ اور پھر اس پر علاوہ یہ کہ یہی خصوصیات باواز بلند پکار کر کہہ رہی ہین
کہ اس زمانہ مسیح موعود کو اور اس امام آخرالزمان کو حضرۃ مسیح اسرائیلی اور
اس کے زمانہ کے ساتھ نہایت درجہ کی مماثلت اور مناسبت ہی جن سے انکا مسیح موعود
ہونا ثابت ہوتا ہے ۔ کیونکہ جو قصہ بطور ضرب المثل کے حضرۃ عیسیٰ کی بعثت کے وقت کا
اللہ تعالےٰ نے سورہ یٰسین کے ایک رکوع مین بیان فرمایا تھا وہی قصہ بعینہا بلکہ
مزید برآن اس مسیح موعود کے وقتین بطور ضرب المثل ہی کے واقع ہو گیا والحمد للہ یہ کیسی

مماثلت پوری ہوگئی اور چونکہ سورہ یسین مین نبوۃ خاتم النبین صلعم کا ثبوت ایک بڑی
زور شور کے ساتھ دیا گیا ہی جو زمانہ اول سے متعلق ہے اور حضرۃ عیسیٰ بنی اسرائیل کی بعثت
کے وقت کا ایک قصہ عبرت انگیز جس سے مومنو نکا ایمان کامل ہوتا ہی بیان فرمایا گیا تھا پھر
ویسا ہی قصہ عبرۃ انگیز مسیح موعود کی بعثت کے زمانہ مین جو آخری زمانہ ہی واقع ہوا تو
اسلئے سورہ کے فضائل احادیث مین بکثرۃ واقع ہوئی چنانچہ ایک یہ حدیث ہی؛
عن عطا بن ابی رباح قال بلغنی ان رسول اللہ صلعم قال من قرأ یٰسٓ فی
صدر النہار قضیت حوائجہ رواہ الدارمی مرسلا یعنی جو شخص پڑھے
سورہ یسین کو اول روز مین تو اس کی حاجتین روا کیجاوینگی اسکی وجہ یہ معلوم ہوتی
ہے کہ سورہ یسین مین جب کوئی حضرۃ عیسیٰ کے رسل اور اصحاب القریہ کا قصہ پڑھیگا تو اس کے
ایمان اور اخلاص مین ترقی ہوگی جو حسب پیشین گوئی مخبر صادق علیہ السلام کے
موجب ہی تمام حاجت روائیون کا۔ اور نیز ایک حدیث مین آیا ہی عن معقل بن
یسار المزنی ان النبی صلعم قال من قرأ یٰسٓ ابتغاء وجہ اللہ تعالیٰ غفر لہ
ما تقدم من ذنبہ فاقرؤا عند موتاکم رواہ البیہقی فی شعب الایمان
یعنی جو شخص کہ پڑھیگا سورہ یسین کو واسطے چاہنے رضامندی خالص اللہ تعالیٰ
کے تو اس کے پچھلے گناہ معفرۃ کردیجاوینگے کذا فی المشکوۃ۔ ان دونون حدیثون

سر ثابت ہوا کہ سورہ یٰسین جس طرح کہ جامع ہے واسطے اتباع رسالت آنحضرۃ صلعم
کے جو زمانہ اول مین ہے اور واسطے اثبات بعثت مسیح موعود کے جو زمانہ آخر مین ہے
اسی طرح یہ سورہ یٰسین جامع ہے واسطے قضائے حوائج دینوی کے جو اول ہے اور واسطے
حاجت روائی اخروی کے۔ کہ وہ مغفرت ذنوب ہے اور آخرۃ ہے کیونکہ سورہ یٰسین
جس طرح بعثت اولی خاتم النبین اور بعثت آخری مسیح موعود کے لئے متعلق ہے اسی
طرح حاجت روائی دین اور دنیا کے لئے مشتمل ہونی چاہئے تھی اور یہی سر ہے
اس امر کا کہ قریب موت کے جو زمانہ آخری حیاۃ انسان کا ہوتا ہے اس
سورت کے پڑھنے کا حکم فرمایا گیا کہ (فاقرؤھا عند موتاکم) تا کہ
محتضر دونوں ایمان یعنی ایمان حیات و عند الممات کا محتضر اللہ تعالے
کے یہان اپنے ساتھ لیجاوے۔ پس اے جماعت احمدیہ حسب الحکم حدیث
مذکور کے تم اس سورہ یٰسین کو محتضر کے روبرو ضرور پڑھا کرو۔ اور اس
کی تلاوت سے مراد یہی ہے کہ تدبر اور تفکر کے ساتھ اس کے مضامین عالیہ
مین خوض کرتے رہو تا کہ مقاصد دارین پر کامیاب ہو جاؤ اور اس قرآن مین کامیابی
موقوف ہے اس امر پر کہ سلسلہ مسیح موعود مین داخل ہو کر اپنے ایمان کو مثل شہیدین
مذکورین کی خصوصًا مانند حضرۃ مولانا عبد اللطیف صاحب مرحوم و مغفور کو کامل

کرلیوی کیونکہ قصہ اصحاب القریہ کی تجدید اللہ تعالیٰ نے اس مسیح موعود کے وقتمین تمہاری ایمان
کی تجدید کرنے کے لئے فرمائی ہی۔ اللھم انصر من نصر دین محمد
صلعم واجعلنا منھم واخذل من خذل دین محمد صلعم ولا
تجعلنا منھم آمین یارب العالمین * تنبیہ

ناظرین رسالہ کو معلوم ہوا ہوگا کہ جو حقائق او معارف متضمن تطبیق واقعات
حالیہ مسیح موعود ۔ بہ واقعات سابقہ عیسیٰ بن مریم اس رسالہ مین سورہ
یٰسین مین سے بیان کئے گئے ہین وہ ہرگز ہرگز مقدمات تخیلیہ اور
شعریہ مین سے نہین ہین بلکہ تفسیر نفس الامری امور کے ہین اگر یہ
مضامین تخیلی اور شعری ہوتے تو ایک واقعہ ہائلہ جو اس مسیح موعود
کے وقتمین واقع ہوا وہ شبر البشر واقع مسیح اسرائیلی کے ساتھ کیونکر
مطابق ہوسکتا تھا خاص کر قرآن مجید کے ساتھ جس کا ہر ایک لفظ حقائق
اور معارف سی بھرا ہوا ہے ...... مگر مین خوب جانتا ہون کہ معاندین
اور مخالفین اس رسالہ کو مطالعہ کر کر بھی کہین گے کہ یہ سب مضامین خیالی
اور شعری ہین نفس الامری نہین ہین ۔ ان کے جواب مین وہی ایک آیت
کافی ہی جو اسی سورہ یٰسین مین ایسی ہی شک وشبہ کے جواب مین نازل فرمائی

گئی ہے۔ قال اللہ تعالیٰ وما علمناہ الشعر وما ینبغی لہ ان ہو الا ذکر وقرآن مبین۔ آگے اس رکوع کے فرماتے ہیں وآیۃ لہم الارض المیتۃ احییناہا واخرجنا منہا حبا فمنہ یاکلون۔ اور ایک بڑی نشانی ہے ان کے لئے زمین مردہ۔ زندہ کیا ہم نے اس کو اور نکالا ہم نے اس میں سے اناج پس اس سے کھا دیں گے اور نیز کھاتے ہیں وہ ✝

فائدہ۔ حضرۃ عیسیٰ ابن مریم کے اس قصہ اصحاب القریہ کے بعد اس آیت متضمن موت واحیاء کے لانے میں ایک عظیم الشان لطیفہ اس طرف ہے کہ جو احیاء حضرۃ عیسیٰ کا مولیٰ کے لئے قرآن میں اکثر جگہ بیان فرمایا گیا ہے اس سے مراد وہ احیاء اور اماتت نہیں ہے جو مخالفین کہا کرتے ہیں بلکہ مراد اس سے یہ ہے کہ جن اشخاص کے افعال واخلاق واعتقادات فاسدہ ہیں وہ ایسے ہیں جیسے زمین مردہ اور اعمال اخلاق واعتقادات کی اصلاح کر لینا بموجب تعلیم مامور من اللہ کے یہی احیاء ہے۔ کیونکہ اس آیت میں زمین کے خشک ہو جانے کو موت ارشاد فرمایا۔ اور بارش آسمانی الہامات سے اسکے شاداب وسیراب ہو جانے کے لئے احیا کا استعمال کیا جس سے یہ مفہوم ہوا کہ حضرۃ عیسیٰ کا مبعوث ہونا اس قریہ کی زمین مردہ کے لئے بمنزلہ احیاء کے تھا۔ یہاں پر بھی زمین کابل مردہ تھی۔ شہید مرحوم نے تبلیغ رسالت مسیح موعود سے اس کو زندہ کر دیا۔ اور جس قدر پودے آسمانی بارش کے اس سرزمین میں اب لگائے گئے وہ انشاء اللہ تعالیٰ کسی وقت بار آور ہونگے۔ جیسا کہ آخر آیت میں ارشاد ہوا ہے اور صفحہ تذکرۃ الشہادتین میں حضرۃ اقدس کا مکاشفہ اسی مضمون کا لکھا ہوا ہے وہ یہ کہ ایک سرو کے درخت کی ایک بڑی لمبی شاخ جو نہایت خوبصورت اور سرسبز تھی ہمارے باغ میں سے کاٹی گئی ہے اور وہ ایک شخص کے ہاتھ میں ہے تو کسی نے کہا کہ اس شاخ کو اس سرزمین میں جو میرے مکان کے قریب ہے اس بیری کے پاس لگا دو جو اس سے پہلے کاٹی گئی تھی اور پھر دوبارہ اُگے گی۔ اور ساتھ ہی مجھ پر یہ وحی الٰہی ہوئی کہ کابل سے کاٹا گیا اور سیدھا ہماری طرف آیا اس کی میں نے یہ تعبیر کی کہ تخم کی طرح شہید مرحوم کا خون زمین پر پڑا ہے اور وہ بہت بار آور ہو کر ہماری جماعت کو بڑھا دیگا انتہی بلفظہ۔ چنانچہ قرآن مجید میں بھی اس مطلب کو اس حسن اسلوب سے بیان فرمایا جاتا ہے۔ وجعلنا فیہا جنات من نخیل واعناب وفجرنا فیہا من العیون لیاکلوا من ثمرہ وما عملتہ ایدیہم افلا یشکرون۔ یعنی اور پیدا کئے ہم نے بیچ اس کے باغ کھجوروں

اور انگوردن سے اور جاری کئے ہم نے بیچ اس کے چشمے تو کہ کھاوین میوون اس کے سے اور جو شیرہ اور عرق وغیرہ انکو ہاتھون نے بنایا یعنی ہوا ذ پھلون سے پس کیا وہ شکر نہین کرتے ہین ◆

فائدہ ۔ مقصود اس بیان سے یہہ ہے کہ جو بارے اور انگور اعمال اور اخلاق کے تو ضرور اس سرزمین میں پیدا ہونگے اور پھر ان ثمرات کے شیرہ اور عرق وغیرہ بھی اُن کے ہاتھون سے بنائے جاوینگے مگر باینہمہ اکثر ان کے ناشکر بھی رہینگے کیونکہ ایسے اضداد کا دنیا مین موجود رہنا ایک قانون جاری قدرت الٰہی کا ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے سبحان الذی خلق الازواج کلہا مما تنبت الارض ومن انفسہم ومما لایعلمون یعنی پاک ہے وہ ذات جسنے پیدا کئے کل جوڑے اور اضداد ان چیزون سے جنکو زمین اگاتی ہے اور بجانون اُن کی سے از دواج متقابلہ پیدا کئے اور ان چیزون سے جن کو وے نہین جانتے ◆

فائدہ ۔ مراد الٰہی یہہ ہے کہ کل دنیا کی اشیاء ہمنے ایکدوسرے کے متقابل اور متبائن پیدا کی ہین اسیطرح اللہ تعالیٰ کے بندون مین شکر اور کفر کا تقابل موجود ہے تاکہ دانشمند اس تقابل اور تبائن سے ہماری توحید کو سمجھین کہ ہماری ذات پاک اور مقدس تمام عالمین سے ورا والورا واقع ہوئی ہے کہ کوئی شے اسکی ذات اور صفات اور افعال مین شریک نہین ہو سکتی سبحان اللہ والحمد للہ ◆

کتبہ سید محمد احسن امروہوی مورخہ دوم
شوال المکرم سنہ ۱۳۲۱ ہجری